PERSIAN CROSS IN CHAPEL ON ST. THOMAS'S MOUNT

پاک و ہند میں مسیحیت

یوسف مسیح یادؔ

CHRISTIAN STUDY CENTRE
No. 17072
RAWALPINDI.
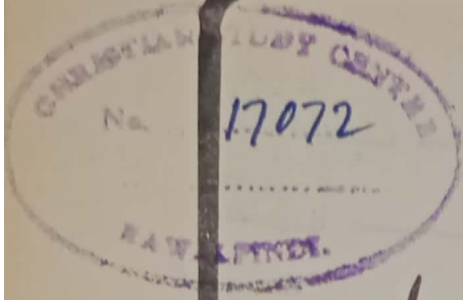
پاک و ہند میں مسیحیت
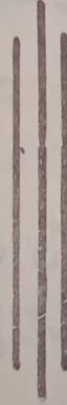
یوسف مسیح یادؔ
بی ٹی ایچ

پاکستان کرسچن رائٹرز گلڈ پشاور

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں۔

نام کتاب ——— پاک و ہند میں مسیحیت

مصنف ——— یوسف مسیح یاد

کتابت ——— شمس الرحمٰن

بار اول ——— ۲۹ جون سن ۹۴ء

تعداد ——— ایک ہزار

قیمت ——— ۱۰ روپے

مطبوعہ ———

ملنے کا پتہ

(۱) ڈاکٹر رحمت کھوکھر تیمون میڈیکل کلینک فتح گڑھ سیالکوٹ

۲۔ سینٹ توما ویلفیئر فار کرائسٹ آشیانہ کالونی۔ ٹیکسلا

۳۔ شریف پرویز سرحد کالونی رامداس پشاور شہر

۴۔ پروفیسر یوسف نیئر ۱۹۴/۴ موری گیٹ سیالکوٹ

۵ عمر حیات عمر الحیات مکہ کالونی۔ گلبرگ نمبر ۳ لاہور

۶۔ الیاس بھٹی مریم آباد چک نمبر ۳ شیخوپورہ

۷۔ جان عالم بھٹی۔ جاوید میڈیکوز فارسٹ کالج۔ پشاور

۸۔ بی ایم حسرت شرف آباد انگلش سیکنڈری سکول جمال الدین افغانی روڈ کراچی

۹۔ روف خرم۔ ایم ایس لائن یونیورسٹی کیمپس۔ پشاور

۱۰۔ آشکار گوہر ٹینگا کالونی بیرون کوہاٹی گیٹ۔ پشاور

۱۱۔ آر ایس کھوکھر پریم نگر انجینئرنگ ورکس بڑی لعل کرتی پشاور

۱۲۔ پاسٹرل سنٹر۔ ماموں جی روڈ لعل کرتی راولپنڈی

شروع کرتا ہوں

یسوع

کے نام سے
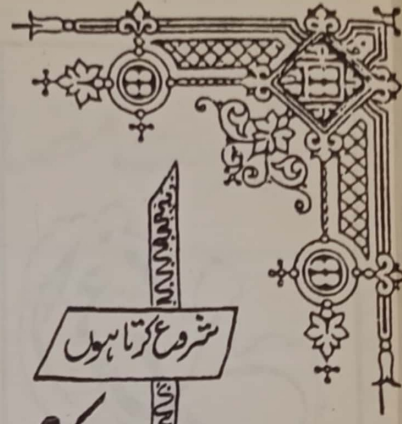
جو سب ناموں سے اعلیٰ و ارفع

اور دنیا کی تاریخ کا مرکز ہے۔

فہرست مضامین

CamScanner

میری بات

"اے خُدا۔ ہم نے اپنے کانوں سے سُنا اَور ہمارے باپ دادوں نے ہم سے بیان کیا کہ تُو نے قدیم زمانہ میں کیا کیا کام کئے تھے۔ ہم بھی آئندہ پُشت کو اُن عجائب کاموں کو جو خُدا نے کئے بتائیں گے تاکہ وُہ اپنی اولاد کو تعلیم دیں جو بڑے ہو کر اپنی اولاد کو سکھائیں کہ وُہ اُس کے کاموں کو نہ بھُولیں۔ بلکہ اُس کے حکمُوں پر عمل کریں اَور اپنے باپ دادا کی طرح سرکش اَور باغی نسل نہ بنیں جنہوں نے خُدا کے عہد کو قایم نہ رکھا۔ اَور وفادار نہ نکلے بلکہ اِس کے خلاف بکنے لگے کہ کیا وُہ یہ کر سکتا ہَے۔ اُنہوں نے اُس کی قدرت اَور نجات پر بھروسہ نہ کیا۔ کاش وُہ خُدا کی محبت اَور شفقت کو یاد کر کے اُس کی ستائش کرتے۔"

زبور ۴۴، ۷۸، ۱۰۷

گذشتہ سال فادر عمانوئیل عاصی صاحب کے حُکم سے "مسیحی دیہات اَور اُن کا مستقبل" پر ہونے والے سیمنار میں "برِصغیر پاک و ہند تاریخ کے تناظر میں" کے موضوع پر مقالہ پڑھنے کا موقع ملا۔ پھر یہی مقالہ سینٹ تھامس تھیولاجیکل کالج کراچی کے وائس پرنسپل جناب پادری پرویز سلطان کی دعوت پر کالج کے طلبا میں پیش کیا گیا جو بہت پسند کیا گیا۔ پروفیسر پادری جیرلڈ مل صاحب اَور پاکستان کرسچن رائیٹرز گلڈ کراچی کے صدر جناب بی ایم حسرت صاحب نے مشورہ دیا کہ اِسے کتابی صُورت میں شائع کیا جائے جو اَب آپ کی خدمت میں پیش ہَے۔

اِس مقالہ کو مرتب کرنے کے لئے مَیں نے متعدد کُتب اَور نگارشات سے استفادہ کیا ہَے جن کے بغیر یہ مقالہ شاید اُدھورا ہی رہتا۔ اِن کُتب کی فہرست اِس مقالہ کے آخر میں درج کر دی گئی ہَے۔

مَیں جناب ہیریسن میسی۔ جناب عنائت گوھر جناب مضطر کاشمیری جناب ڈاکٹر رحمت کھوکھر۔ جناب سورج کھوکھر کا مشکُور ہوں جنہوں نے اپنے قیمتی مشوروں سے اِس مقالہ کو خوُب سے خوُب تر بنانے میں مدد فرمائی۔

مَیں آنسہ زنوبیہ یُوسف اَور منور یُونس گِل کا بھی احسان مند ہوں کہ اُنہوں نے گوناگوں مصروفیات کے باوجود مسُودہ اَور پروف پڑھنے میں مدد فرمائی۔

قارئین کرام سے میری گذارش ہَے۔ کہ وُہ میری کوتاہیوں کو معاف فرمادیں اَور مقالہ کی آئندہ اشاعت کے لئے قیمتی اَور مفید مشوروں اَور آراء سے نوازیں۔ اَور قلم کو آگے بڑھنے کا حوصلہ عطا فرمادیں۔ دُعا ہَے کہ میری یہ حقیر کاوش کلیسیا کے لئے برکت اَور خُدا کا جلال ظاہر کرنے کا وسیلہ بنے۔ آمین

۲۹ جون ۹۴ء

یومِ مُقدس پطرس و مُقدس پولُس

یُوسف مسیح یاد
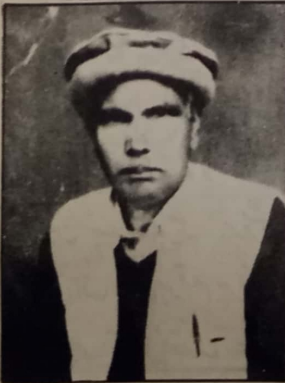
ہندوستان

خُداوند یُسوع مسیح کے آخری ارشاد کے مطابق شاگردوں (متی ۲۸ : ۱۸-۲۰، مرقس ۱۶ : ۱۵ اعمال ۱ : ۸) نے پہلے پہل یروشلم سے اپنی خدمت کا آغاز کیا۔ اَب مومنین کا یہ گروہ مبلغین کی عظیم الشان جماعت میں تبدیل ہو گیا تو اِس جماعت نے یروشلم کو مرکز بنا کر آس پاس کے گاؤں قصبوں اَور شہروں میں اِنجیل کی بشارت شروع کر دی۔ اہلِ یہُود کی ایذاؤں کے باوجود مبلغین کا یہ دائیرہ وسیع تر وسیع ہوتا چلا گیا۔

مُقدّس فلپس نے سامریہ میں مُنادی کی اَور ایک حبشی وزیر کو بپتسمہ دیا۔ مُقدّس پطرس نے غیر قوم شخص کرنیلس کو یُسوع کے گلہ میں شامل کیا۔ تین سال کے اندر مسیحیت دمشق تک پہنچ گئی۔ مُقدّس ستیفنس کی شہادت کے بعد جب کلیسیا پراگندہ ہوئی تو جہاں یہ گئی وہاں مسیحیت پھیلاتی رہی۔ تمام شاگردوں اَور رسولوں نے بھی اپنی جانیں ہتھیلی پر رکھ کر ہر طرف نجات کا پیغام پھیلایا اور شہادت قبول فرمائی۔ ۷۰ء میں یروشلم کی تباہی سے پہلے مسیحی لوگ یروشلم چھوڑ کر دُنیا کے کونے کونے میں پھیل گئے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ دوسری صدی میں یوُسطین شہید لکھتے ہیں۔ "یروشلم سے دُنیا میں بارہ شخص نکلے خُدا سے قوت پا کر اُنہوں نے بنی انسان کی ہر قوم ہر نسل میں اِنجیل کی مُنادی کی"۔

ہمیں اناجیل مُقدّس سے کچھ پتہ نہیں چلتا کہ مُقدّس توما نے کس ملک اَور کس قوم

کے لوگوں کو نجات کا جانفزا مژدہ سُنایا مگر عام روایت ہے کہ اُنہوں نے پارتھیہ میں خدمت کی اِسی لئے بُزرگ سقراط اَور بُزرگ سوزمین ایدیسہ کے عالی شان گرجہ کو مُقدّس توما اَور اُن کی شہادت کے ساتھ منسوب کرتے ہیں۔ مؤرخ سوفرونیوس کہتے ہیں۔ کہ مُقدّس توما نے فارسیوں اَور مجوسیوں میں انجیل کی مُنادی کی۔ اور ہندوستان میں کالامینا کے مقام پر شہادت پائی اِس طرح یہ روایت اُنہیں رسولِ ہند ثابت کرتی ہے۔

ہندوستان کا جغرافیہ کچھ یوں ہے۔

وجہ تسمیہ :- بشپ ولیم جی ینگ اپنی کتاب "رسولوں کے نقشِ قدم پر" میں لکھتے ہیں۔ کہ لفظ ہند کا ابتدائی مطلب سندھ تھا یعنی وُہ علاقہ جو دریائے سندھ کے اِرد گِرد واقع تھا۔ یہ پارتھی اَور ساسانی حکومتوں کی مشرقی سرحد پر واقع تھا۔ پارتھی لوگ اپنے ہلکے زرد رنگ پر فخر کرتے تھے اَور محسوس کرتے تھے کہ ہندی لوگوں کا رنگ زیادہ گہرا ہے۔ اِن کے محاورہ میں لفظ ہندی کا مطلب گہرے رنگ والا بن گیا چنانچہ اُنہوں نے عربستان کے سومالی لوگوں اَور حبشہ کے لوگوں کو بھی ہندی کہا اَور اُن کے ممالک کو ہند کا نام دیا"

ڈاکٹر ایف ایس خیر اللہ اپنی تصنیف "قاموس الکتاب" میں لکھتے ہیں۔

"عبرانی لفظ ہدو۔ جو قدیم فارسی کے لفظ اندو سے تبدیل ہو کر عبرانی میں پہنچا یہ لفظ سنسکرت کے لفظ سندھو کی بگڑی ہوئی شکل ہے۔ یہ شاہ اخسویرس کی مملکت کی مشرقی سرحد تک پھیلا ہُوا تھا (آستر ۱ : ۱) اِس کا مطلب پنجاب اَور سندھ ہے"۔

محل وقوع :- علمأ میں ہمیشہ سے اختلاف رہا ہے کہ لفظ ہندوستان سے کرہ ارض کا کونسا خطہ مُراد ہے۔ یہ لفظ سب سے پہلے کلامِ مُقدّس میں آستر کی

کتاب کے پہلے باب اور پہلی آیت میں درج ہُوا ہے۔ ـا کے بعد ہم اسے غیر الہامی کتاب توما کے اعمال اور ابتدائی بزرگ برد ـان کے گیت جیسے روح کے گیت کہتے ہیں درج دیکھتے ہیں۔ کیا بائبل مقدس۔ غیر ـامی کتاب توما کے اعمال اور روح کے گیت میں مندرج لفظ ہند وہی خطہ ہے جسے آج ہم برِصغیر ہند و پاک کہتے ہیں ؟ بڑا مشکل سوال ہے پادری اوگلوی صاحب کہتے ہیں کہ اُس زمانہ میں ہندوستان سے مُراد اُن تمام ممالک سے لی جاتی تھی جو بحرِ ہند کے ساحل پر واقع تھے۔" مورخ مِلن رائے کا خیال ہے۔ کہ اُن دِنوں دریائے سندھ اور ایران کی مشرقی حدود کے مابین کی سرزمین کو ہندوستان کہتے تھے۔"

برِصغیر ہند و پاک کے معروف مورخ آر ح ڈیکن برکت اللہ لکھتے ہیں کہ "بہت سے علماء اور مورخین کی رائے ہے۔ کہ بائبل مقدس اور غیر الہامی کتاب توما کے اعمال میں مندرج ہندوستان موجودہ برِصغیر ہند و پاک ہی ہے" یہ حقیقت ہے کہ لفظِ ہندوستان کا کوئی مفہوم متعین نہیں تھا بلکہ افریقہ کے مشرقی ساحل سے لے کر جاپان تک کے خطۂ زمین کو ہندوستان کہا جاتا تھا اِن ممالک کی تقسیم تین طرح کی جاتی تھی۔ ہند اعظم۔ متوسط ہند۔ چھوٹا ہند۔

ہند اعظم :۔ میں بھارت۔ پاکستان۔ لنکا اور چین شامل تھے۔

متوسط ہند :۔ اِس میں حبشہ۔ جنوبی عرب۔ سکوترہ۔ زنجبار اور مڈغاسکر شامل تھے۔

چھوٹا ہند :۔ یہ مُلک ملاکا سے شروع کر کے جاپان تک کے سب جزیروں پر مشتمل تھا۔

اتولیہ کا روفینس ۳۴۵ء میں کنکاوڈیہ میں پیدا ہوئے یہ شہر اتولیہ کے

قریب اٹلی میں واقع ہے اُنہوں نے روم میں اعلیٰ تعلیم حاصل کی وہ مقدس جیروم کا بڑا معتقد تھا تعلیم حاصل کرنے کے بعد وہ راہب بن گیا۔ اُس نے اپنی تاریخی کتاب میں لکھا ہے کہ ابتدائی آبائے کلیسیا ہندوستان حبشہ اور یمن میں امتیاز نہیں کرتے تھے۔

سی۔ ایچ پرمول اپنی کتاب "اپاسلز ان انڈیا" کے صفحہ ۱۵۲ میں تحریر کرتے کہ ہم نے چھٹے باب کے حصہ اول میں لکھا ہے کہ بزنطانی یونانی لوگ ایتھوپیا۔ ہمورائیڈ اور عربیہ کو بھی انڈیز کہتے تھے۔ مگر وہ لوگ ہندوستان کو بالکل بھول نہیں گئے تھے۔ کیونکہ اُن کے بیانات سکندرِ اعظم اور برہمنوں کے بارے میں بالکل درست ہیں۔"

سونے کی چڑیا :۔ ۲۰۰ء میں ایدیسہ کے مسیحی شاعر بردیفان نے اپنے گیت میں ہند کے سونے کا ذکر کیا ہے۔

کلیسیا میں روایت ہے کہ مجُوسیوں میں ایک جس کا نام ملکیار تھا کا تعلق ہندوستان سے تھا جس نے بچہ یسُوع کو ہندوستان کے سونے کا نذرانہ پیش کیا۔

"جب حجاج بن یُوسف سے ہندوستان کے بارے میں پُوچھا گیا تو اُس نے جواب دیا بحرِ ہند موتیوں سے بھرا ہُوا ہے۔ اس کے پہاڑ قیمتی پتھر ہیں اِس کے درختوں کے پتے خوشبودار مصالحے ہیں۔"
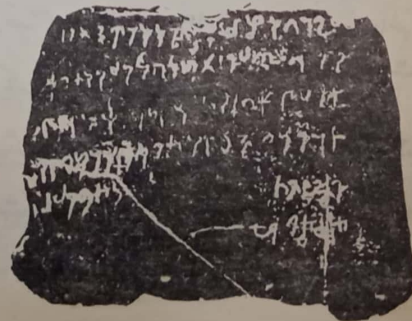
گنڈوفرس کے عہد کا
تختِ بھائی سے ملنے والا کتبہ

مُقدّس توما رسول

مسیحی روایات ۔ غیر الہامی کتاب توما کے اعمال ۔ ٹیکسلا کے بادشاہ گنڈوفرش کے زمانے کے سکے ۔ تختِ بھائی کا کتبہ ۔ ہندو پاک کے مختلف مقامات سے ملنے والی قدیم صلیبیں ۔ قدیم غیر مُلکی مصنّفین ۔ مُقدّس توما کے خطوط کا ذکر ۔ ابتدائی دوَر کے شعراء کرام ۔ جنوبی ہندوستان میں تومائی مسیحیوں کی موجودگی اور مُقدّس مقامات ظاہر کرتے ہیں کہ محسنِ اِنسانیت تاریخِ عالم کی بے بدل شخصیت ہادیِ برحق خداوند یسُوع مسیح کے ایک شاگرد مُقدّس توما بہ نفس ونفیس یہاں تشریف لائے اَور ہندوستان اعظم کی سرزمین نے اُن کے پاؤں کے بوسے لئے ۔ مگر بہت سے نقاد اِن اثبات کے باوجود یہ ماننے سے انکار کرتے ہیں کہ رسول ہمارے مُلک میں تشریف لائے تھے وُہ لکھتے ہیں کہ قدیم آبائے کلیسیا کی روایت کے مطابق توما رسول نے پارتھیہ میں خدمت کی مگر ٹرانکور کا معروف مؤرّخ جوزف لکھتا ہے کہ غیر ممالک میں ہندوستانی اپنے مُلک کو بھارت اَور اپنے آپ کو بھارتیہ کہتے تھے ۔ کچھ آبائے کلیسیا نے بھارتیہ کو پارتھیہ سمجھ لیا پھر نارووال کے بشپ خورشید عالم مرحوم اپنی کتاب بشارت الہند وپاکستان میں لکھتے ہیں ۔ ہمارے پاس مُستند روایات ہیں کہ مُقدّس توما رسول نے پارتھیہ میں خدمت کی اَور موجودہ تحقیق نے یہ امر ثابت کر دیا ہے کہ ہند اعظم پارتھیہ سلطنت کا حصّہ تھا ۔ پروفیسر پادری اسلم ضیائی اپنی کتاب تاریخ عہدِ عتیق میں لکھتے ہیں کہ شاہ فارس دارا اوّل نے پنجاب ۔ سندھ ۔ اَور مکران

کو ختم کر کے اپنی سلطنت میں شامل کر لیا تھا ۔

ٹیکسلا :- جب مُقدّس توما رسول نے اپنے قدم پنجاب کی سرزمین پر رکھے اُس زمانہ میں شہر ٹیکسلا اپنی پوری شان وشوکت میں آباد تھا اَور علم وفضل کا بہت بڑا مرکز تھا یہاں معروف صرف ونحو کا اُستاد پانینی پیدا ہُوا ۔ اَور یہاں معروف ماہرِ طِب وشنوگپت چانکیہ نے حکمت کی ۔

آرچ ڈیکن برکت اللہ اپنی کتاب " توما رسولِ ہند " میں لکھتے ہیں ۔" ٹیکسلا اُن دِنوں فلسفہ ۔ ادبیات ۔ سنسکرت ۔ ڈرامہ ۔ علوم وفنون ۔ فکر ودانش کا منبع تھا جہاں اکتساب ۔ علم وہُنر کے ہزاروں تشنہ لوگ دُور دراز سے آکر تاریخ ۔ جغرافیہ ۔ ادب ۔ سائینس ۔ منطق ۔ فلسفہ ۔ صرف ونحو ۔ کلام وبیان ۔ طب وصحت ۔ رقص وموسیقی ۔ زائچہ شناسی ۔ جوتش ۔ اخلاقیات ۔ معاشیات ۔ تقویم ۔ ریاضی ۔ علم رمل ۔ فلکیات ۔ فن مصوری ۔ سنگ تراشی ۔ بُت گری ۔ اُصول جنگ اصول قربانی ۔ پرماتما اور آتما کی زندگی ۔ موت اور تخلیق کائنات کا علم سیکھتے تھے ۔"

ہندوستان کی ترقی کا حال یوں بیان کیا جا سکتا ہے ۔

" ۲۲ ۔ نومبر ۱۹۴۳ء بھارت کے ایک اخبار امرت بازار نے لکھا تھا کہ ایک ہندوستانی شخص نے ۳۳۰ ق م میں ایتھنز میں ٹوکے نامی شخص سے فلسفہ پر بحث کی تھی ۔"

" انجیلِ مُقدّس کے یونانی متن میں جو لفظ SINDON ۔ سِنڈون استعمال ہُوا ہے ۔ اِس کا مطلب ہندوستانی ململ کے ہیں ۔ پس برِّصغیر ہندو پاک کو فخر حاصل ہے کہ مُنجی عالم کی لاش مبارک ہمارے مُلک کے کپڑے میں کفنائی گئی ۔"

۱۹۸۵ء میں ماہنامہ زندگی دہلی نے اپنے ایک مضمون میں ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ یسُوع المسیح کا کفن ہندوستانی کپڑے سے بنا تھا ۔

CS CamScanner

خدمات :- ہمارے پاس اِس قدر وقت نہیں ہے کہ ہم ثابت کریں کہ مُقدّس توما رسول ہمارے مُلک میں تشریف لائے تھے پھر میری کتاب نقشِ توما عنقریب ہی آپ کے ہاتھوں میں پہنچنے والی ہے مگر میں اُن کی خدمتِ اقدس پر چند سطور پیش کرنا چاہتا ہوں۔

روایات اَور توما کے اعمال کے مطابق مُقدّس توما بذریعہ حبان سوداگر ٹیکسلا کے بادشاہ گنڈوفرش کے عہد میں ٹیکسلا پہنچے تو بدھ مورتیاں۔ خانقاہیں مندر، دیکھ کر مُقدّس پولُس رسول کی طرح اُن کا دل جل گیا۔ اَور دِن رات محنت کر کے ٹیکسلا کے گرد و نواح میں کئی کلیسیائیں قائم کر لیں۔ جس میں یونانی۔ پارتھی۔ پنجابی یہودی۔ ہندو۔ چینی۔ بدھ۔ زرتشتی۔ فلاسفر۔ پنڈت۔ عالم جاہل شُرفا اَور غربا شریک تھے۔ بادشاہ گنڈوفرش خود بھی مسیحی ہو کر کلیسیا کا سرپرست بن گیا۔

جنوبی ہند کی طرف نقل و مکانی :- رسول کچھ مُدّت پنجاب میں خدمت کرتے رہے۔ پھر اپنے شاگرد بُزرگ جان تھاپس کو بشپ مقرر کر کے خود جنوبی ہندوستان کی طرف نقل و مکانی کر گئے۔ یاد رہے مُقدّس جان تھاپس عظیم ہندوستان کے پہلے بشپ ہیں۔

جنوبی ہندوستان کے دونوں ساحلوں پر رسول نے انتھک کوشش سے بہت سی کلیسیائیں قائم کر دیں جن میں کرانگانور۔ پالُور۔ نِیرور۔ کوٹ منگلم۔ چایل ترُنم۔ کوئیل قابل ذکر ہیں۔

شہادت :- ۷۲ء میں رسول کو مدراس سے نَو میل دُور مائیلاپُور کے مقام پر مُقدّس پہاڑی پر مُزدے بادشاہ کے حُکم سے برچھیوں سے شہید کر دیا گیا جہاں اُن کے شاگردوں نے اُنہیں نہایت عزت و تکریم سے سُپردِ خاک کر دیا۔ اُن

کا مقبرہ آج بھی مائیلاپُور میں موجود ہے۔ مائیلاپور میں ایک سلیٹ نما پتھر ہے جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ہر سال ۲۱ دسمبر کو اِس پتھر سے خون بہا کرتا تھا۔ رسول کے شاگردوں جان تھاپس۔ راجہ اندریاس۔ کائفا۔ پولُس پیرومل۔ واسین۔ حضور۔ اَور شمعون نے یسُوع کا نام پھیلانے میں اپنے اُستاد کے مشن کو جاری رکھا۔

ہند و پاکستان کے گمنام شہید :- ہمیں افسوس ہے کہ رسول نے کلام کا جو بیج شمالی ہندوستان۔ (پاکستان) میں بویا تھا وُہ پھل دار نہ ہو سکا کیونکہ رسول کے جنوبی ہندوستان جانے کے بعد گنڈوفرش بادشاہ فوت ہو گیا۔ اُس کے جانشین عیش پرست ہو گئے لہٰذا کشن خاندان نے پنجاب پر قبضہ کر لیا۔ کشن خاندان کا تیسرا بادشاہ کنشک تھا اُس نے بدھ مت قبول کر لیا اَور ہندو برہمنوں اَور پنڈتوں کو چُن چُن کر قتل کر دیا۔ اِن باطل مذاہب کے پنڈتوں کے ساتھ زندہ مسیح کے پُجاری بھی قتل کر دیئے گئے اِس طرح اُس نے مسیحیت کے ننھے منھے پودے کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا۔ ٹیکسلا کی گلیاں شہیدوں کے خون سے سُرخ ہو گئیں اِس طرح ٹیکسلا سے مسیحیت کے نشانات بھی ناپید ہو گئے۔ ٹیکسلا سے ہمیں صرف ایک چوکور صلیب ۱۹۳۵ء میں ملی تھی جسے آپ چرچ آف پاکستان کے بشپوں کے گلوں میں دیکھ سکتے ہیں۔ اصل صلیب لاہور کیتھڈرل میں دیکھی جا سکتی ہے

تومائی مسیحی :- خُدا کا شُکر ہے رسول نے کلام کا جو بیج جنوبی ہند میں بویا تھا آج بھی تومائی مسیحیوں کی صُورت میں موجود ہے۔ یہ تومائی مسیحی اپنے آپ کو مُقدّس توما رسول کی اولاد کہتے ہیں اَور لاکھوں کی تعداد میں جنوبی ہندوستان میں موجود ہیں اِن میں روایت ہے کہ توما رسول ہمارے مُلک میں تشریف لائے تھے یہ روایت مختلف گیتوں۔ غزلوں۔ شعروں کی صورت میں موجود ہے اکثر گیت

تو بچے گلی کوچوں میں گاتے پھرتے ہیں۔ اِس کے علاوہ اُن کے بیاہ۔ شادی موت و مرگ کے گیتوں میں بھی مُقدّس توما کا اسمِ گرامی موجود ہے۔

ہندو روایت :۔ اِسی طرح ایک اَور مضبوط صحت مند روایت ہندوؤں میں موجود ہے۔ کہ " ایک غیر مُلکی شخص توما نامی ساحل مالابار میں رہتا تھا جو ویدوں کا سخت دشمن تھا اُس نے بھارت ورش کے چیدہ چیدہ لوگوں کو اپنے دام میں پھنسا کر اپنے مذہب میں شامل کر لیا حتّٰی کہ بادشاہ بانا پیرومل بھی اُس کا پیرو کار ہو گیا۔

فقیروں کی جماعت :۔ آج بھی ٹھٹھ سندھ میں فقیروں کی جماعت ہے جو اِس بات کا دعوٰی کرتی ہے کہ اِن کی جماعت کا بانی توما نامی شخص تھا۔ یہ انکشاف پندرہ روزہ کاتھولک نقیب نے یکم جولائی ۱۹۹۴ء کے شمارہ میں کیا ہے۔

مشرقی روایات :۔ تومائی روایات کے علاوہ مشرقی کلیساؤں میں روایات ہیں کہ مُقدّس توما نے ہندوستان میں خدمت کی تھی۔ ڈاکٹر منگانہ لکھتے ہیں کہ مشرقی کلیساؤں میں ابتداء ہی سے یہ روایت ہے کہ مُقدّس توما نے ہندوستان میں انجیل مُقدّس کی بشارت دی۔ اور کوئی مورخ یا شاعر یا دعاؤں کی کتاب یا نماز کی کتاب یا کسی اَور قسم کا مصنف ایسا نہیں گذرا جس نے مُقدّس توما کا ذکر کیا ہو اور آپ کے نام کے ساتھ ہندوستان کا ذکر نہ کیا ہو۔ مُقدّس توما کے نامِ اقدس سے ہندوستان کا نام جُدا نہیں کیا جا سکتا۔ اِس لحاظ سے مُقدّس توما اَور ہندوستان دونوں مترادف الفاظ ہیں"۔

ڈاکٹر فلیٹ لکھتے ہیں "کہ دُور دراز مقامات سے مُلک شام کنعان۔ مصر۔ ایشیا کوچک سے اٹلی کی کلیساؤں یعنی مشرق اَور مغرب کی قدیم کلیسا ہم آواز ہو کر یہی کہتی ہیں کہ مُقدّس توما نے ہندوستان میں انجیلِ مُقدّس کی بشارت دی تھی"۔

پہلوی صلیب :۔ مُقدّس توما کی پہاڑی کے گرجہ کے الطار پر آٹھویں صدی کی صلیب نصب ہے۔ صلیب پر پہلوی زبان میں ایک تحریر کندہ ہے۔ جس کا اُردو ترجمہ کچھ یوں ہے۔

اُس (مسیح) کے دُکھ ہماری سزا کی وجہ سے صلیب پر ہُوئے یہی سچا برحق مسیح ہے۔ جو خُدائے برتر اور پاک ہادی (روح القدس) ہے

اِس صلیب کو آپ اِس مقالہ کے سرورق میں دیکھ سکتے ہیں۔

غیر ملکی مبلغین

توما رسول کے شاگردوں کی وفات کے بعد کئی غیر ملکی مبلغین ہمارے ملک عظیم ہندوستان میں آتے رہے جن میں سے بزرگ پینٹنس۔ دانی ایل قیس ہندی۔ بشپ داؤد۔ توما تاجر۔ کوسمس سیاح اور تھفلس قابلِ ذکر ہیں۔

۳۲۵ء میں نقایاہ کی کونسل منعقد ہوئی جس میں ۳۱۸ بشپ شریک ہوئے اس کونسل میں فارس کے بشپ یوحنا نے ہندوستان اعظم کی کلیساؤں کی نمائندگی کی اور اپنے دستخط کے ساتھ اپنے آپ کو فارس اور ہند اعظم کا بشپ ظاہر کیا۔

بزرگ پینطنس :۔ بزرگ پنطینس جزیرہ سسلی میں عبرانی خاندان میں پیدا ہوئے۔ ستویقی اور فیثاغورث کے خیالات کے معتقد تھے۔ سکندروی کلیمنٹ اور بزرگ اوریجن جیسے مسلّم الثبوت اُستادوں کے اُستاد تھے۔ انہیں ۱۹۰ء میں سکندریہ کے بشپ ڈیمٹریس نے ہندوستان میں تبلیغ کے لئے بھیجا۔ اُن کے ہندوستان آنے کا ذکر معروف مورّخ بابائے تواریخ کلیسا بزرگ یوسیبس نے کیا ہے مگر بہت سے علما کا خیال ہے کہ جس ہندوستان کا ذکر بزرگ یوسیبس نے کیا ہے۔ وہ جنوبی یمن ہے۔

بشپ داؤد :۔ ۲۹۵ء کے قریب ایک مسیحی تاریخ کی کتاب جو

عربی میں ۸۲۸ء میں قلم بند ہوئی قدیم مواخذ پر مبنی ایک بیان یوں درج ہے۔ "خلیج فارس کے ساحل پر بصرہ کا بشپ داؤدی بہت بڑا عالم تھا جو اپنے بشپی حلقے کو چھوڑ کر ہندوستان چلا گیا جہاں اُس نے بے شمار لوگوں کو مسیح خداوند کی بشارت دی اور اُنہیں مسیح کے گلہ کی جماعت میں شریک کیا"

توما تاجر :۔ جنوبی ہندوستان کی کلیساؤں میں روایت ہے کہ جب تک وہ خادمانِ دین جس کا تقرر مقدس توما نے کیا تھا زندہ رہے۔ سب لوگ مقدس مسیحی ایمان پر چلتے رہے لیکن جب وفات پا گئے تو ایسا وقت آگیا کہ دینی رسومات غیر تقرر یافتہ بزرگوں کے ہاتھوں ادا ہونے لگیں اور آہستہ آہستہ اُن کے ایمان کی حالت بھی خراب ہونے لگی۔ اِس وقت خدا نے ایڈیسہ کے بشپ کو خواب میں بتایا کہ وہ ہندوستان کی کلیسا کی اصلاح کریں تو اُنہوں نے یروشلم کے بشپ کے مشورے سے توما کو ہندوستان بھیجا۔ جب یہ بزرگ ہندوستان پہنچے تو اُنہوں نے لوگوں کے گلوں میں صلیبیں آویزاں دیکھیں مگر وہ صلیب کی حقیقت سے واقف نہیں ہیں۔ پس بزرگ توما تاجر اُلٹے پاؤں واپس لوٹ گئے پھر ۳۴۵ء میں بہت سے پریسبٹوں۔ ڈیکنوں۔ بہت سے مردوں۔ عورتوں اور بچوں کیساتھ دوبارہ آئے۔

کرانگانور کے راجہ چیرومان نے توما کو بہت سی اراضی عطا کی جہاں اُس نے شاندار گرجہ بنوایا۔ راجہ نے اُنہیں بہت سی تجارتی مراعات بھی دیں

تھفلس ہندی :۔ یہ بزرگ رومی قیصر کانسٹن ٹائن کے زمانہ میں بحر ہند کے جزائر مالدیو سے روم کو بطورِ یرغمال بھیجا گیا تھا وہاں اُنہوں نے مسیحیت قبول کرلی۔ اور پاسبان بن گئے پھر نیکومیڈیا کے ایرین بشپ یوسی لس

نے اُنہیں بشپ بنا دیا۔

قسطنطنیہ کے بادشاہ کانسٹین شائن نے تبلیغ کے لئے بھیج دیا اُنہوں نے پہلے عرب اَور یمن میں خدمت کی۔ پھر ہندوستان آ گئے تھفلس نے اُن امور کی اصلاح کی جو اُن دِنوں ہند و پاکستان کی کلیساؤں میں دُرستی سے ادا نہیں کئے جاتے تھے خاص کر اِنجیلِ مُقدّس کی تلاوت کے وقت جماعت بیٹھی رہتی تھی یہ بات تھفلس کی نظر میں رسولی ضابطے کے خلاف تھی اُس نے واضح ہدایت جاری کی کہ جب بھی انجیل مُقدّس کی تلاوت ہو تمام بشپ۔ پرسبٹر۔ ڈیکن اَور جماعت کھڑی ہو کر اَدب سے سُنے۔

رومی عالم بشپ میڈلی کاٹ۔ مُؤرّخ ولنسنٹ سمتھ اَور کئی مُؤرّخ متفق ہیں کہ تھفلس ضرور ہندوستان آئے تھے وُہ مالدیو سے مالابار بھی آئے اَور خدمت کرتے رہے۔

کوسمس :۔ سکندریہ کا مالدار تاجر تھا وُہ سنہ ۵۲۲ء میں ہمارے مُلک میں آیا۔ وُہ لکھتا ہے کہ اُس نے گنگا کی وادی میں بے شمار کلیساؤں اَور بہت سے بشپوں کو دیکھا وُہ مزید بتاتا ہے ہندوستان کے گوشے گوشے میں بے شمار گرجے موجود ہیں اَور خانقاہیں بھی موجود ہیں۔ جہاں راہب اَور مسیحی درویش بڑی تعداد میں بستے ہیں۔ یہاں کے مسیحیوں نے بڑی تعداد میں شہید ہو کر اپنے ایمان پر مہر ثبت کی۔ لنکا میں مسیحیوں کا گرجہ ہے جہاں اُن کا اپنا پاسبان ہے اَور بڑی ایمانداروں کی جماعت ہے۔ پاسبان فارس کی طرف سے مقرر کیا گیا ہے"۔

اُس نے مالابار کلیاں کی کلیساؤں کو دیکھا اَور لکھا کلیسا کسی جگہ بھی خستہ حال نہیں

ہیں۔ کلیسائیں جا بجا وسیع پیمانہ پر قائم اَور اُستوار ہیں اَور تمام عالم ہمارے مُنجی مسیح کی تعلیم کے نور سے منور اور معمور ہو رہا ہے۔

سلوقیہ کا بشپ :۔ سنہ ۴۱۰ء میں سلوقیہ کی سنڈ میں فارس کا بشپ موجود تھا۔ اُس نے قبول کیا کہ اضحاق سلوقیہ طسیفون کا کوتالی کوس ہے جو کلیسا مشرق کا صدر اُسقف ہے تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ سنہ ۴۱۰ء میں فارس اَور پاک و ہند کی کلیسائیں سلوقیہ طیسفون کے ماتحت تھیں۔

معنا :۔ سنہ ۴۱۰ء میں فارس کے ایک مطہران کا ذکر ملتا ہے جس نے فارسی زبان میں مذہبی گیت لکھ کر ہندوستان کی کلیساؤں کے لئے بھیجے۔

ابوسہیل :۔ ان کا تعلق سندھ کے شہر نواب شاہ سے تھا جب محمود غزنوی نے سندھ کی طرف رُخ کیا تو بزرگ ابوسہیل اُس سے ملے۔ تو محمود غزنوی نے اُنہیں غزنی لے جانے کی دعوت دی۔ مگر اُنہوں نے اِس دعوت کو منظور نہ کیا کیونکہ وُہ یسُوع کو نجات دہندہ مانتے تھے اُنہوں نے سندھ میں یسُوع کی خوشخبری پیش کی۔

ماریوحنا :۔ سنہ ۱۲۲۰ء میں ہندوستان کا ایک بشپ ماریوحنا روم گیا تو وہاں پاپائے روم اُن سے خندہ پیشانی سے ملے۔ اَور اُنہیں پلی اوس کا تحفہ دیا اِس بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ نسطوری کلیساؤں کے علاوہ پاک و ہند میں رومن کاتھولک مسیحی بھی بستے تھے۔

خدمات کے ثمرات

اگر ہم کلیسیائی تاریخ کا گہرا مطالعہ کریں تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ مُقدّس توما کی شہادت کے بعد ہندوستان اعظم میں جا بجا کلیسیائیں قائم ہو گئی تھیں۔ اَور رسول کے شاگردوں نے نہایت محنت سے اِن کلیساؤں کی آبیاری اپنے خونِ اقدس سے کی یوں یہ کلیسیائیں دِن دُوگنی اَور رات چوگنی ترقی کرتی گئیں پھر جب کشن خاندان کے بادشاہ کنشک نے ٹیکسلا کو تباہ و برباد کر دیا تو مسیحی لوگ بھاگ کر ہندوستان کے مختلف کونوں میں پناہ گزیں ہو گئے اَور وُہ جہاں گئے انجیل سُناتے چلے گئے۔ جِس کی وجہ سے بہت سے مقامات پر کلیساؤں کے بڑے بڑے مرکز بن گئے جِن کی دیکھ بھال فارس کی نسطوری کلیسیائیں اَور اُن کے اسقف اَور مبلغ کرتے رہے۔ وُہ لوگ مُقدّس پولس کے ہمنوا ہو کر کہا کرتے تھے کہ انجیلِ مُقدّس کا سُنانا ہم پر فرض ہے ہم پر افسوس اگر ہم اس کو نہ سنائیں۔ یسُوع مسیح کی محبت ہم کو ایسا کرنے پر مجبور کرتی ہے اَور ہم اِنجیل کو سنائے بغیر رہ بھی نہیں سکتے۔

مؤرخ نیل لکھتا ہے: "ایدیسہ کے بڑے مدرسہ سے اَور ایران کی خانقاہوں اَور مدرسوں سے مسیحیّت کے علم بردار نکلے اُنہوں نے تاتاریوں میں جا خیمے نصب کئے۔ تبت کے لامے اُن سے خائف اَور ترساں تھے وُہ پنجاب کے دھان کے کھیتوں میں کھڑے ہو کر انجیلِ مُقدّس کی خوشخبری سناتے تھے اُنہوں نے نہ صرف ہندوستان بلکہ برِ اعظم یورپ اَور ایشیا کے مختلف ممالک میں صلیب کا عَلم گاڑا۔ اَور

اراٹ کی چوٹیوں پر مسیحی کلیسیائیں قائم کر دیں۔

نسطوری کلیسیا کے سب سے بڑے مذہبی راہنما کو پیٹریارک کہتے ہیں۔ پیٹریارک اسحاق (۳۹۹ء - ۴۱۰ء) اور پیٹریارک یجب اللہ (۴۱۵ء - ۴۲۰ء) کے زمانہ میں ہندوستان کے لئے ایک بِشپ کو آرچ بشپ بنا دیا گیا جس کے ماتحت ہندوستان اَور اُس کے قرب و جوار میں ۳۶ بشپ تھے پھر پیٹریارک یجب اللہ دوم نے اِسی آرچ بشپ کا درجہ بڑھا کر میٹروپولٹن کا درجہ دے دیا۔ اِس میٹروپولٹن کا رُتبہ چین۔ ثمرقند کے میٹروپولٹنوں سے بہت بڑا تھا۔ ہندوستان کے اِس میٹروپولٹن کا صدر مقام ٹیکسلا کے قریب گندس پُور تھا جو آج کل طالب آباد کے نام سے مشہور ہے۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ میٹروپولٹن کا صدر مقام توما نامی گاؤں تھا جو آجکل گرم تھوم کے نام سے ٹیکسلا سے ہری پور جانے والی سڑک پر واقع ہے۔ ۸۷۰ء میں معنا جو فارس کے میٹروپولٹن ہونے کے لئے نامزد ہُوا تھا۔ نے بہت سے گیت اَور غزلیں لکھکر ہندوستان بھیج دیں تاکہ کلیساؤں میں یہ گیت گائے جائیں۔

جب ہم شمالی اَور وسطی ہندوستان کی قدیم کلیساؤں پر طائرانہ نظر ڈالتے ہیں تو ہم پر ظاہر ہو جاتا ہے کہ مسلم حملہ آوروں کی آمد سے پہلے اِن وسیع خِطّوں میں جا بجا اَور دُور دراز مقامات تک کلیسائیں قائم تھیں جو موجودہ صوبہ سرحد سے لے کر بمبئی تک اَور وسطی ہندوستان اَور تمام شمالی ہندوستان کے طول و عرض تک پھیلی ہوئی تھیں۔ اِن کلیساؤں کی تعداد ہزاروں میں تھی، مگر اِن کے شرکاء کا شمار کروڑوں میں تھا۔ جنوبی ہندوستان سے بہت سی قدیم صلیبیں ملی ہیں جو ثابت کرتی ہیں کہ ابتدائی صدیوں میں یہاں بے شمار کلیسیائیں تھیں۔ حال میں ملنے والی قدیم نسطوری صلیبوں نے ظاہر کر دیا ہے کہ سرینگر۔ کشمیر۔ وادی

کیلاش اَور چترال مسیحیت کے بہت بڑے گڑھ تھے ۔

اِن کلیساؤں کی ترقی کے بارے میں ڈاکٹر منگانہ لکھتے ہوئے بتاتے ہیں آٹھویں صدی عیسوی میں ہندوستان اَور اُس کے قرب وجوار میں ۲۶ بشپ تھے ۔
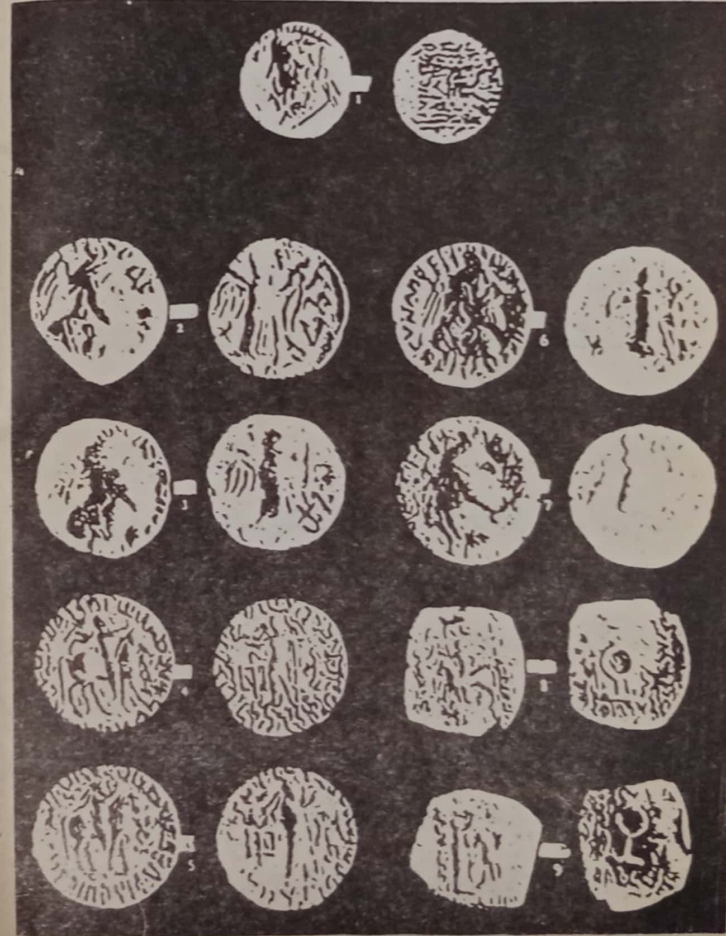
ٹیکسلا کے بادشاہ گنڈوفرس کے عہد کے سکے ۔

کلیساؤں کی پراگندگی

ہمیں افسوس ہے ۔ کلیسائیں جو دِن دوگنی اَور رات چوگنی ترقی کر رہی تھیں اچھی طرح سے پھل پھول نہ سکیں کیونکہ ۷۱۱ء میں محمد بن قاسم مکران کی راہ سے ہندوستان اعظم میں داخل ہو گیا ۔ یہ وُہی راستہ تھا جس سے نسطوری مبلغیں صدیوں سے آتے اَور جاتے تھے ۔ پھر جب نسطوری پیٹریارک نے فارس کے میٹرو پولیٹن کی مرضی کے خلاف ہندوستان کے لئے الگ میٹرو پولٹن مقرر کر دیا ۔ تو اِس سے نسطوری کلیسیا میں پھوٹ پڑ گئی اَور ہوس اقتدار نے کلیساؤں کی جڑیں کمزور کر دیں ۔

محمود غزنوی نے ۲۶ سال کے عرصہ میں ہندوستان پر سترہ حملے کئے اُس کا ٹڈی دِل لشکر ہندوستان داخل ہوتا ۔ مال وغنیمت سونا چاندی ۔ ہیرے جواہرات عورتیں بچے اَور مردوں کو غزنی لے جاتا ۔ اِس دَور میں کلیسائیں بہت پستی رہیں ۔ کلیسا کے بے شمار افراد نے منجئی عالمین کا انکار کر کے اسلام قبول کر لیا ۔

محمود غزنوی کے حملوں کے بعد کلیسا کو قدرے چین نصیب ہوا ہی تھا کہ محمد بن غوری نے حملے شروع کر دیئے ۔ اِن حملوں سے کلیسا مزید پریشان اَور پراگندہ ہو گئیں ۔ طبقات ناصری کا مصنف لکھتا ہے کہ قطب الدین ایبک ایک جری بادشاہ تھا ۔ سخاوت کی وجہ سے اُس کا نام لکھ بخش پڑ گیا اُس نے بہت سی مساجد بنوائیں اور بہت سی غیر اقوام کو حلقہ اسلام میں داخل کیا ۔

التمش کا تعلق خاندانِ غلاماں سے تھا جب وہ بادشاہ بنا تو اُس نے بغداد کے خلیفہ کو اپنا خلیفہ تسلیم کیا وُہ مسیحیوں کا جانی دشمن تھا اُس نے مسیحیوں کو چُن چُن کر قتل کروایا اِس کے عہد کا ایک شاعر تاج لکھتا ہے۔

اگر مسیحی کا سایہ مسلمان پر پڑ جائے تو وُہ مُرتد ہو جاتا ہے۔

غیاث الدین بلبن التمش کا غلام تھا جب وُہ بادشاہ بنا تو اُس نے اپنے آقا کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے مسیحی کُش پالیسیوں کو جاری رکھا خلیجی سلاطین جلال الدین۔ فیروز شاہ۔ علاؤ الدین کے عہد میں ہندوستان کی تین مسیحی ریاستوں پر مصیبت کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ اِن ریاستوں کو اسلامی سلطنت کا حصہ بنا لیا گیا بہت سے کمزور ایمان والے لوگوں نے منجیٔ عالمین کا انکار کر کے اپنے خاندان کی آبرو کو بچا لیا۔ اِن تین مسیحی ریاستوں کا ذکر آرچ ڈیکن برکت اللہ صاحب نے اپنی کتاب "صلیب کے ہراول" میں کیا ہے مگر اِن ریاستوں کے نام درج نہیں کئے۔ میں نے بہت سی کُتب میں اِن ریاستوں کے نام تلاش کرنے کی کوشش کی ہے مگر کامیاب نہ ہو سکا۔

کلیسیا کی اِس پراگندگی کے دور میں ۱۲۹۰ء میں فادر مانٹی آف کوروِنہ ۱۳۲۵ء میں فادر مارک لوبلی ۱۳۴۹ء میں فادر اوڈرک ایران سے ہوتے ہوئے ہندوستان تشریف لائے تو اُنہیں شہید کر دیا گیا یہ پہلا موقعہ ہے کہ ہم رومی کلیسیا کے پریسٹوں کو ہندوستان میں دیکھتے ہیں شاید اِن دِنوں نسطوری کلیسیاؤں کی خدمات ختم ہو گئی ہوں یا ماند پڑ گئی ہوں۔

پُرتگیز دور اَور مسیحیت

ہندوستان کو دُنیا کے اکثر ممالک سونے کی چڑیا کے نام سے پُکارتے ہیں شاید یہی وجہ ہے۔ ۲۰۰ء میں ایدیسہ کے مسیحی شاعر بردیصان اپنے گیت میں یہاں کے سونے کا ذکر کرتے ہیں۔ پھر کلیسیا میں روایت ہے۔ تین مجوسیوں میں سے ایک کا تعلق ہندوستان سے تھا جِس نے بیت لحم کے بچہ یسُوع کو سونا نذرانہ پیش کیا۔ جب حجاج بن یوسف سے ہندوستان کے بارے میں پُوچھا گیا تو اُس نے جواب دیا۔ اِس کے پہاڑ قیمتی پتھر ہیں۔ اَور اِس کے درختوں کے پتے خُوشبودار مصالحے ہیں۔ شاید یہی وجہ تھی کہ دُنیا کا ہر چھوٹا بڑا ملک ہندوستان سے تجارت کا خواہاں تھا۔ مگر یورپ کی اقوام کے لئے سب تجارتی راستے بند ہو گئے تھے۔ کیونکہ یہاں کی تجارت سکندریہ اَور قسطنطنیہ کے راستوں سے ہوتی تھی اَور یورپین ممالک جو اِن شہروں سے واسطہ نہیں رکھتے تھے۔ وُہ دولت کمانے والوں کا مُنہ دیکھتے رہ جاتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ۱۴۹۲ء کو کولمبس نے امریکہ دریافت کر لیا۔ اَور پُرتگال کا واسکوڈے گاما جنوبی افریقہ کی طوفان خیز راس اُمید کا چکر لگا کر ہندوستان کے مغربی ساحل کی بندرگاہ کالی کٹ پر اپنا جہاز لے آنے میں کامیاب ہو گیا۔

واسکوڈے گاما ہندوستان میں تین ماہ تک مقیم رہا۔ یہاں کے نسطوری مسیحی بڑے پُرتپاک طریقے سے اُس سے ملے۔ اَب پُرتگیزوں کی آمد و رفت سے بحرِ ہند پر اُن کا قبضہ ہو گیا۔ یہاں اُنہوں نے کوٹھیاں بنا لیں۔ پھر اِن کوٹھیوں کو مقبوضات

کی صورت میں تبدیل کر لیا۔ پھر ان مقبوضات کے لئے پُرتگال نے گورنر مقرر کر دیا۔

۱۵۰۹ء میں البوکرک دوسرا گورنر اَور فوج کا کمانڈر بن کر آیا۔ تو پرتگیزوں نے گوا کو فتح کر لیا اَور پھر دیگر مقبوضات کے لئے ہاتھ پاؤں مارنے لگے اَور وُہ اِس میں کامیاب بھی ہو گئے اِس کے علاوہ اُنہوں نے مغربی ساحل پر، بندرگاہوں کا سلسلہ قائم کر لیا۔

البوکرک کے زمانہ میں مسیحیت کی اشاعت پرتگیزی حکومت کی پالیسی کا حصہ نہیں تھا۔ وُہ تجارت کی غرض سے ہندوؤں سے دوستی رکھنا چاہتے تھے۔ اُنہوں نے صرف ستی کی رسم کو ہی پُرتگیزی مقبوضات سے ختم کیا۔ پھر شاہ پرتگال عیمانوئیل کو بھی مسیحیت پھیلانے کا شوق نہیں تھا۔

جب یُوحنا سوئم بادشاہ بنا تو اُس نے مسیحی مبلّغیں کا ایک گروہ ہندوستان بھیجا۔ جِس سے پُرتگیزی حکومت میں اشاعت اِنجیل کا ایک شعبہ بن گیا۔ اَب جہاں کہیں بھی پُرتگیزی حکومت جاتی مسیحیت وہاں پہنچ جاتی اَور جہاں کہیں مبلغین کا جوش اُن کو لے جاتا حکومت وہاں پہنچ جاتی اَور اِس طرح پُرتگیزی سلطنت وسیع سے وسیع تر ہوتی چلی گئی۔ پھر ۱۵۴۶ء میں یُوحنا سوئم نے حکم جاری کیا۔ "کوئی برہما کا پُجاری اپنے مذہب کی رسوم اعلانیہ ادا نہ کرنے پائے۔ تمام بُت توڑ دیئے جائیں۔ کیونکہ بُتوں کا وجود زندہ خدائے واحد کی اہانت ہے۔ جو بُت بنانے کی جرأت کرے اُسے عبرت ناک سزا دی جائے۔"

۱۵۴۲ء میں پاپائے روم پال سوئم نے پرتگیزی صدر مقام گوا کو اسقفی حلقہ بنا دیا۔ جِس سے مبلغین کسی خاص پروگرام کے تحت خدمت کرنے لگے۔ اِن دِنوں پرتگیزی مقبوضات میں تین لاکھ ہندوستانی مسیحی بستے تھے۔ بے شک انجمن عیسوی

نے مسیحی جوش میں مسیحیت پھیلانے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ مگر نام نہاد مسیحی پرتگیزی حکومت کے ظلم وستم اَور گھنونی زندگیوں کے سامنے یہ سب کچھ بے کار تھا۔ اَور یُوں مسیحیت کے پَودے کو پانی ملنے کے باوجود جڑوں کے لیئے مٹی نہ مل سکی۔

پرتگیزی دَور کے مشہور واقعات کچھ یوں ہیں،

سنڈ ویام پور:۔ یہ سنڈ آرچ بشپ گولک کے زیر صدارت ویام پور میں ۱۵۹۹ء میں منعقد ہوئی جس میں ۱۳۲ پریسٹ ۲۰ ڈیکن اور ۶۶۰ کلیسیائی نمائندے شریک ہُوئے۔

واقعہ کُونن صلیب:۔ پرتگیزی دَور کا ایک اہم واقعہ کُونن صلیب ہے۔ ڈچ لوگوں کی ہند میں آمد سے نسطوری مسیحیوں کو پرتگیزی پریسٹوں سے آزادی مل گئی تو نسطوری پیٹریارک خود مالا بار کے لئے روانہ ہو گیا۔ مگر جب وُہ ہندوستان میں داخل ہُوا تو پرتگیزی حکومت نے اُسے گرفتار کر لیا۔ اَور گوا میں لے جا کر اُسے زندہ جلا دیا۔ جِس سے نسطوری مسیحی ماٹن چیری کوچین میں ہزاروں کی تعداد میں جمع ہو گئے اَور ایک پتھر کی صلیب کے نیچے رومی عقائد سے بغاوت کر دی اَور اپنی قدیم کلیسیا کے عقیدے کا حلف اُٹھایا۔ یہ واقعہ ۱۶۵۳ کا ہے۔

بیتِ توما کی تصدیق:۔ پرتگیزوں نے ۱۵۱۷ء میں مُقدّس توما کے مقبرہ کو کھول کر تصدیق کی کہ مُقدّس توما کا جسم واقعی یہاں ہی دفن ہے۔

مادُورا مشن:۔ یہ مشن جیزوٹ پریسٹ کی شاخ تھی جِس نے ہندوانہ بھیس میں مسیحیت پیش کرنیکی کوشش کی اِس طرز تبلیغ کا بانی فادر رابرٹ نوبلی تھا تاہم جان ڈی برٹو۔ جوزف بسکی نے بھی اِس اہم مشن پر کام کیا۔

سلطنتِ مُغلیہ اور مسیحیت

سولویں صدی کے اوائل میں بابر نے ۱۵۲۶ء میں پانی پت کے میدان میں ابراہیم لودھی کو شکست دے کر مغلیہ سلطنت کی بُنیاد رکھی۔ بابر کے بیٹے ہمایوں پر ہم مسیحیت کا واضح رنگ دیکھتے ہیں۔ کیونکہ اُس کا باپ ایسے علاقے سے آیا تھا جو نسطوری مبغلین کا گڑھ تھا۔

اکبر اعظم بڑے وسیع دِل و دماغ کا مالک تھا۔ کہا جاتا ہے کہ اُس کی ایک بیوی مریم مسیحی تھی اُس کے دور میں ۱۵۷۹ء سب سے پہلا ڈالیوسین پریسٹ فادر جل پرائیرا لاہور آیا۔ اُسی کی تجویز پر اکبر نے تین مرتبہ انجمن عیسوی کے مبلغین کو گو اسے اپنے دربار میں آنے کی دعوت دی چنانچہ پہلی بار جماعت دربارِ مغلیہ میں ۳ مارچ ۱۵۸۰ء دوسری بار ۱۵۹۱ء اَور تیسری بار ۱۵۹۵ء میں پہنچی۔ اِن وفود میں فادر جیروم زیوٹیر۔ فادر عمانوئیل پن ہیرو۔ فادر بنڈکٹ اَور فادر ڈی گوئیس کے اِسم گرامی قابل ذکر ہیں۔ ۱۵۹۰ء میں پاپائے روم کلیمنٹ ہشتم نے اکبر کو خط لکھا۔

اکثر علماء کا خیال ہے۔ کہ اکبر کا اِن جماعتوں کو بُلانے کا مقصد صرف سیاسی تھا۔ تاہم اکبر اِن جماعتوں سے خندہ پیشانی سے پیش آتا اِن کی عبادات میں شہزادہ سلیم کے ساتھ شریک ہوتا۔ اَور گھٹنے ٹیکے رہتا۔ بائبل مُقدس کو سر پر رکھتا اُسے بوسہ دیتا۔ اِن جماعتوں نے دربار میں ہندو اَور مُسلم علمأ سے مباحثے کئے

اِن مبلغین نے ۱۵۹۱ء میں لاہور میں ایک مدرسہ کھولا۔ جہاں شہزادوں کو تعلیم دی جاتی تھی۔

ایک جماعت نے ۱۵۹۸ء میں پہلا مسیحی ڈرامہ فارسی زبان میں کرسمس کے موضوع پر کھیلا جسے اُسنے تبلیغ کا بڑا ذریعہ سمجھا۔ اکبر نے جَب دینِ الٰہی جاری کیا۔ تو مبلغین نے اُسے بتلایا کہ مسیحیت کی کرِنوں کے سامنے اِس کی کوئی حیثیت نہیں کچُھ لوگ اکبر اَور جہانگیر کے بپتسموں کا ذکر کرتے ہیں۔ اگر ایسا تھا تو یہ دونوں بپتسمے سیاسی یا دین الٰہی کی ترقی کے لئے کئے گئے ہوں گے۔

یہی دور راجہ رنجیت سنگھ کا بھی ہے مبلغین نے اِن پر بڑا اثر و رسُوخ استعمال کیا مگر مبلغین کی بڑی قدر کرتا تھا۔ مگر مسیحیت کی طرف جھکتا نہیں تھا۔ مگر جَب جہانگیر بادشاہ بنا تو وُہ مُسلم علمأ کی طرف جُھک گیا وُہ جو مبلغین کا سب سے بڑا حامی تھا اور گرجہ میں اکثر گھٹنے ٹیکے رہتا تھا تخت نشینی کے بعد اُس نے آنکھیں پھر لیں پھر بھی اُس نے ۱۶۰۵ء میں آگرہ میں مسیحی قبرستان اور باغ کے لیئے چھ بیگھے زمین اور ستمبر ۱۶۱۲ء میں احمد آباد میں گرجہ بنانے کی اجازت دے دی۔ اُس نے کئی شہزادوں اَور اپنے داماد طہمورث کو بپتسمے دلائے شاہ سپین اور روم کے پاس سفیر بھیجے۔ جہانگیر کے عہد میں ہی پٹنہ کے نواب مقرب خان نے یُسوع کو نجات دہندہ قبول کیا اَور پٹنہ میں گرجہ تعمیر کیا۔ جہانگیر کے دور میں اکبر کے بھائی مرزا محمد حکیم کے پوتے کا بپتسمہ ہُوا۔ اکبر اور جہانگیر کے دور میں آرمینی مسیحیوں کی خدمات کو کبھی بھی فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ اِن میں سے ایک تاجر سکندر نامی تھا جِسے اکبر نے مرزا کا خطاب دیا۔ اُس کی وفات کے بعد اُس کی ساری دولت انجمن عیسوی کے ذریعہ کلیسیا میں استعمال کی گئی۔ اِسی تاجر سکندر کے بیٹے کا نام ذوالقرنین تھا اُس کی پیدائش شاہی محل میں ہُوئی۔ اُس کا باپ اکبر کا دوست تھا۔ اکبر نے اُن کی پرورش

اپنے بیٹوں اور پوتوں کے ساتھ کی، وہ شہزادوں کے ساتھ پڑھتے اور کھیلتے تھے وہ رانیوں کو امی حضور اور اکبر کو ابا حضور کہہ کر پکارتے تھے۔ جہانگیر اُن کا لنگوٹی دوست تھا۔ جہانگیر نے ذوالقرنین کو پہلے راج پوتانہ میں نمک کی کان کا کلکٹر پھر گورنر بنا دیا۔ ذوالقرنین کا نام کلیسیا کی بہتری اور ترقی کے سلسلے میں ہمیشہ زندہ رہے گا۔ اسی دور میں ایک معروف آرمینی شخصیت خواجہ مرٹینس تھی جو بہت ہی مالدار شخص تھا اُس نے اپنا نام تبدیل کر کے غلامِ مسیح یعنی مسیح کا غلام رکھ لیا وہ کھلے دل سے کلیسیا پر اپنی دولت خرچ کرتا رہا۔

؎ "یہ اور بات ہے کہ اس پہ کوئی چلے نہ چلے
لکیر چھوڑنے والا لکیر چھوڑ گیا"

جب شاہ جہاں تخت نشین ہُوا تو وہ سب مذاہب کے علماء سے کشادہ دلی سے ملتا تھا لیکن کسی طرف جھکتا نہیں تھا اور نہ ہی اُس نے باپ دادا کی طرح مبلغین پر مہربانیاں کیں۔

شاہ جہان کے عہد کا مشہور واقعہ ہُگلی ہے ہُگلی بنگال میں پرتگیزی تاجروں کی بستی تھی۔ ہُگلی کے تاجر اس قدر مالدار ہو گئے تھے کہ مغلیہ سلطنت کی بھی پروا نہیں کرتے تھے پھر جب شاہ جہان نے باپ کے خلاف بغاوت کی تھی تو ان تاجروں نے اُس کی مدد نہیں کی تھی۔ جسکی وجہ سے شاہ نے ہُگلی پر حملہ کر کے اِن تاجروں کی بغاوت کو کُچل دیا۔ جس میں بہت سے ہندوستانی مسیحی بھی قتل ہُوئے اور بہت سے زیرِ عتاب رہے۔

علماء کا خیال ہے کہ شاہ جہان کے بیٹے دارُشکوہ نے بپتسمہ لیا تھا جس کا ہمارے پاس کوئی ثبوت نہیں ہے۔

مغربی مصنف لکھتے ہیں کہ شاہ جہاں کی بیٹی جہان آرا، بیگم یسوع پر ایمان رکھتی

تھی وہ ایک کتبہ بھی دکھاتے ہیں جس میں درج ہے۔

یہی گھاس ایک خاکسار دِل کے لئے بہترین پوشاک ہے یہ بندی شاہجہان کی بیٹی اور مسیح پاک کی پیرو ہے۔

ہُگلی کے بدترین واقعہ کے بعد ایک مسیحی خاتون جولیانہ ڈیزا کاسٹا شاہی محل میں پیدا ہُوئیں۔ ان کے طویل نام سے آپ پریشان نہ ہوں کیونکہ بہت سے مؤرخین بھی اُن کے اصل نام سے ناواقف ہیں۔ بلکہ وہ اُنہیں خانم جولیانہ۔ بی بی جولیانہ۔ لیڈی جولیانہ۔ فدوی جولیانہ اور دُعاگو جولیانہ کے نام سے جانتے ہیں یہ سب نام اُنہیں مغل شہنشاہوں نے عطا کئے تھے۔

یہ خاتون نہ صرف مبلغین۔ کلیسیا اور گرجوں کی محافظ تھیں۔ بلکہ وہ شاہی محلات کی ہیروئن تھیں وہ اورنگزیب۔ بہادر شاہ۔ جہاں داد اور فرخ سیر کے عہد کی درخشاں ستارہ تھیں۔

بہادر شاہ نے جولیانہ کو چار ہزاری کا منصب عطا کیا اور ایک ہزار روپے وظیفہ مقرر کیا جولیانہ خاتون نے انجمن عیسوی کو ایک لاکھ روپے کلیسیا کی فلاح و بہبود کے لئے دیئے۔ دارُشکوہ نے چار گاؤں کی آمدنی جولیانہ خاتون کے نام لکھوا دی۔ اس میں پانچ ہزار سوار تھے جن کے پرچم میں صلیب کا نشان لہراتا تھا۔ یہ ہند و پاک کی تاریخ میں ہمیں پہلا واقعہ نظر آتا ہے جہاں ہم فوج کے جھنڈے میں صلیب کو لہراتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ اِس خاتون نے مبلغین کے مغل بادشاہوں سے جزیے معاف کروائے اور ایسٹ انڈیا کمپنی جو برطانیہ حکومت کی بُنیاد تھی کو مغل بادشاہوں سے بہت سی مراعات لے کر دیں۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سے لوگ لیڈی جولیانہ کو ہندوستان میں برطانوی حکومت کی بانی تصور کرتے ہیں۔

مغلیہ دور کی تاریخی مسیحی شخصیات

سرمد:۔ بزرگ سرمد ایران کے آرمینی تھے۔ تاجر کی حیثیت سے شاہجہان کے عہد میں ہندوستان آئے۔ وہ ایک ہندو لڑکے اُبھے چند کی بدولت تجارت چھوڑ کر ہندو فقیروں کی طرح ننگے پھرنے لگے۔ انہیں عبرانی، آرمینی اور فارسی پر پورا عبور حاصل تھا۔ وہ صوفیانہ اور عارفانہ اشعار کہتے تھے۔ انہوں نے اُبھے چند کی مدد سے توریت اور زبور کا ترجمہ عبرانی سے فارسی میں کیا۔ برٹش میوزیم میں سرمد کی چار سو سے زائد رباعیات محفوظ ہیں۔ دیوان سرمد کا ایک نسخہ رامپور میں پڑا ہے۔ داراشکوہ سرمد کا بہت ہی مداح تھا۔ انہیں مسیحیت سے انکار نہ کرنے پر شہید کر دیا گیا۔ جب انہیں شہید کیا جانے لگا تو فرمایا ؎

رسیدہ یار عریاں تیغ ایں دم
بہر رنگے کہ آئی می شناسم

یعقوب سکندر:۔ سکندر بہت بڑے آرمینی تاجر تھے جو الپور کے رہنے والے تھے۔ وہ پرتگیزی کے علاوہ بہت سی زبانیں جانتے تھے۔ اکبر اعظم اُن پر بہت مہربان تھا۔ ۱۵۹۰ء میں اکبر نے اُن کی شادی ایک آرمینی مسیحی خاتون سے جو، عبدل حیٔ کی بیٹی تھی کروا دی۔ اُن کے دونوں بیٹے اکبر کو آبا حضور کہا کرتے تھے بچوں کے بپتسمہ کے وقت اکبر نے خود صلیب کو اُن کے گلوں میں ڈالا تھا۔ سکندر کلیسیا لاہور کے محسن ہیں۔ وہ ہمیشہ کلیسیا کی مالی مدد کرتے رہے انہوں نے وفات سے پہلے اپنی بہت سی جائیداد آگرہ اور لاہور کے گرجاؤں میں تقسیم کر دی۔

میتھوس:۔ گوا کے باشندے تھے برہمن خاندان سے تعلق تھا۔ اِن کے والدین نے انجمنِ عیسوی کے مبلغین کی بدولت مسیح کو قبول کیا تھا۔ میتھوس نے کاہنانہ تعلیم روم سے حاصل کی۔ ۱۶۳۷ء میں گوا کے بشپ بنے جہاں اُن کی وائسرائے اور آرچ بشپ سے نہ بنی کیونکہ وہ چاہتے تھے کہ برہمن طبقہ سے پریسٹ مقرر کئے جائیں جسکی وجہ سے ۱۶۴۵ء میں انہیں حبشہ کا صدر مبلغ بشپ مقرر کر دیا گیا۔ ۱۶۵۱ء میں انہیں بیجاپور، گولکنڈہ اور مغلیہ سلطنت کا مبلغ بشپ بنایا گیا۔ اُن کی وجہ سے برہمن لوگوں نے مسیحیت قبول کی۔

خواجہ مرتنس:۔ یہ بہت ہی خیرات کرنے والے آرمینی مسیحی تھے۔ بیوی کی وفات کے بعد اپنی دولت غرباء، یتامیٰ اور مساکین میں بانٹ کر ارضِ مقدس چلے گئے مسیح کی قبر کی زیارت کے بعد اپنا نام غلام مسیح رکھ لیا۔ جب تک وہ زندہ رہے کلیسیا کی مدد کرتے رہے۔

مبلغین:۔ اِس مضمون میں مغلیہ دور کے مسیحی مبلغین کا ذکر نہ کرنا ناانصافی ہو گا۔ میں نے چند نام لکھ دیئے ہیں تاکہ قارئین مسیح کے شیدائیوں کے نام گرامی سے واقف ہو سکیں:۔ انیٹونی واز، پیٹر ڈائیس، انتھونی مونسراتو، فرانسس ہارنیک، لیون غرموں، جیروم زیوئیر، عمانوئیل پن ہیرو، کورسی نکوس پی میٹا، فرانسس ڈاپی ایڈاڈے، ہنریق، ہنری بوسی، فرے سین، منریق اور فرانسس زیوئیر۔

جنرل سمرو:۔ پروفیسر یوسف جلیل صاحب کا ایک مقالہ "برِصغیر میں مسیحیوں کی ادبی خدمات" اردو ادبی سیمنار کے سوینیر میں درج ہے۔ جو کاتھولک ادارہ ادبیات کے زیرِ اہتمام ملتان میں منعقد ہوا تھا وہ لکھتے ہیں۔

"جنرل سمرو نے مغلیہ خاندان کی ایک شہزادی سے شادی کی اُس کی فوج میں چار

ہزار سپاہی اور بیاسی یورپین آفیسر تھے۔ سمرو نے اپنے زور بازو سے سردینہ کی ایک چھوٹی سی ریاست پر قبضہ کر لیا اُس کی وفات کے بعد شہنشاہ عالمگیر ثانی نے بیگم سمرو کو خود مختار ملکہ تسلیم کر لیا۔ ملکہ نے ۱۷۸۱ء میں یسوع پر ایمان لا کر بپتسمہ لے لیا، بیگم سمرو اردو اور فارسی کی بہت بڑی عالمہ تھی اَور شعر و اَدب کی بڑی قدر دان تھی"

ماسٹر رام چندر :۔ بہت بڑے مسیحی شاعر اَور عالم تھے مولانا محمد حسین آزاد مولوی ذکاءاللہ۔ مولوی نذیر احمد اور پیارے لعل آشوب کے اُستاد تھے۔

یُوسف خان بہادر :۔ اُنہوں نے ۱۸۶۱ء میں مسیحیت قبول فرمائی وُہ اُردو زبان کے بڑے عمدہ انشا پرداز تھے اُن کا لقب پوش تھا موصوف واجد علی شاہ کے توپ خانہ میں بیس سال خدمت کرتے رہے۔

جوالا مسیح :۔ ہندو مذہب سے مسیحیت قبول کی۔ ملک کے مختلف حصوں میں پادریانی خدمت کرتے رہے اُنہوں نے وحدت الوجود کے موضوع پر ایک فلسفیانہ کتاب لکھی

پادری احمد شاہ شائق :۔ اُنہوں نے ایک کتاب مفاتیح القرآن انگریزی اَور اُردو میں لکھی یہ کتاب قرآن مجید کی پہلی کنکارڈنس ہے۔

ٹیکسلا کی صلیب
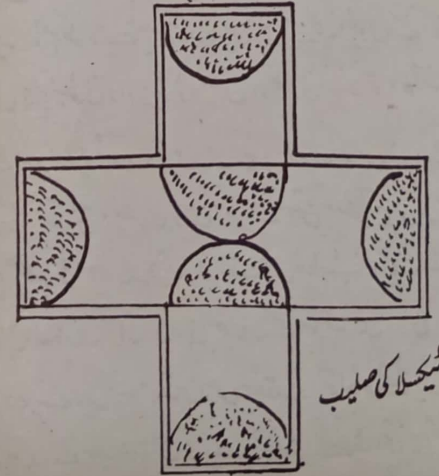
آبیاری

اٹھارویں صدی تک صرف رومن کاتھولک تنظیمیں ہند و پاک میں معروف خدمت رہیں جن میں سے اکثر نے محسن انسانیت تاریخ عالم کی بے بدل شخصیت ہادی برحق خداوند یسُوع مسیح کے نامِ اقدس پر شہادت قبول فرمائی۔ فادر لیف اپنی کتاب چرچ ہسٹری آف انڈیا بر ما سلون میں بہت سے شہیدوں کے نام درج کرتے ہیں جو اَب سفید جاموں میں یسُوع مسیح کے پاس خوش و خرم ہیں۔

جب ہندوستان میں برطانوی دَور کا آغاز ہُوا تو ۲۲ جون ۱۸۱۳ء کے چارٹر کے مطابق پروٹسٹنٹ مشنری بھی ہندوستان میں داخل ہو گئے مگر برطانوی حکومت ہمیشہ مشنریوں کی مخالفت کرتی رہی، وُہ چاہتی تھی کہ وُہ صرف حکومت کرتی رہے اسی لئے وُہ کہتی تھی ہمارا کام نہیں کہ ہم یسُوع کو لوگوں کے سامنے پیش کریں، اُس نے مشنریوں کی خدمت میں طرح طرح کی رکاوٹیں کھڑی کیں، پادری رابرٹ کلارک جب اٹک عبور کر کے سرحد میں داخل ہوُئے تو یہاں کے گورنر میکی فرسن نے اُنہیں گولی مارنے کا حُکم دیا۔ یہ حکومت گرجے بنانے کے حق میں نہیں تھی وُہ کہتی تھی کہ فوجی بارکوں میں عبادت کریں۔ کئی گرجوں کے لئے حکومت نے خود عدالتوں سے حُکم اعتنائی حاصل کئے۔ مگر آفرین ہے اُن خُدا ترس اَور جذبۂ مسیحیت سے سرشار مشنریوں کے جو قید و بند اور مصائب سے نہ جھکے اَور یسُوع کی انجیل سنانے سے باز نہ آئے ۱۸۰۵ء میں ہنری مارٹن نے انجیلِ مقدس کا ترجمہ اُردو زبان میں کیا۔ ولیم کیری۔ رابرٹ کلارک

بشپ فرنچ۔ دُعاگو ہائیڈ۔ جیمس ٹوئینگ۔ تھیڈ ور پینیل۔ ٹامس ہنٹر۔ اینڈریوز گارڈن۔ ینگسن۔ مارٹن۔ ڈاکٹر سٹار۔ بیٹ مین بوتھ ٹکر۔ چارلس فورمین مشہور پروٹسٹنٹ مبلغ تھے۔ مجھے ذاتی طور پر پادری رابرٹ کلارک سے بہت ہی عقیدت ہے اُنہوں نے بائبل سوسائٹی۔ پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی اور انڈین کرسچین کونسل کا آغاز کیا۔ اُنہوں نے ہر ممکن کوشش کی کہ کلیساؤں میں پیار و محبت اور بھائی چارے کی روح پیدا ہو۔ انہوں نے کلیساؤں کے سامنے ایک اصول پیش کیا کہ وُہ جہاں بھی خدمت کریں وہاں سکول اور ہسپتال ضرور کھولیں اور بے سہارا لوگوں کا سہارا بنیں۔ اِسی اُصول کے تحت آج پاک و ہند میں ہر چھوٹے بڑے شہر میں سکول اور ہسپتال موجود ہیں۔ اُن کے مشہور شاگرد عمادالدین۔ جان علی۔ صفدر علی صفدر۔ امام الدین شہباز۔ سلطان محمد پال۔ عبداللہ آتھم۔ عزیز اللہ بیگ یحییٰ باقر۔ اور داؤد سنگھ تھے جنہوں نے اپنے ہموطن بھائیوں کو خُدا کا کلام سُنایا۔ اُن کے شاگرد امام دین شہباز نے زبور کو پنجابی زبان میں منظوم کیا جبکہ اُن کے دوسرے شاگرد صفدر علی صفدر نے معروف مسیحی گیت کی کتاب "غذائے روح" کو ترتیب دیا۔ میراں بخش عطارد نے کاتھولک کلیسا کے لئے اِنجیل مُقدس کا ترجمہ عربی سے اُردو میں کیا جبکہ عبداللہ آتھم نے مرزا قادیان کو دندانِ شکن شکست دی۔

ہندوستانی مسیحیوں۔ نصیرالدین کرنالوی۔ جہاں خان۔ مقیم الدین انصاری پادری منظور حسین۔ معروف خان۔ پادری گولک ناتھ۔ بابو صادق مسیح پادری اسماعیل۔ شو بھارام۔ مادھورام۔ راجہ دلیپ سنگھ۔ راجہ کپور تھلہ۔ ولائت حسین شہید۔ عبدل مسیح۔ پادری عبدالحق۔ قاضی خیر اللہ۔ پریم بھگت۔ عابد مسیح عابد۔ نادر شاہ جہاں پوری۔ پیارے لعل شاکر۔ کھڑک سنگھ۔ سادھو سندر سنگھ۔ سادھو نظام الدین۔ بھائی بخت سنگھ محمد حسین کھرل نے انجیل سنانے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ مسیحیت کی توسیع میں اُن بزرگوں

کا بھی بہت بڑا ہاتھ ہے جنہوں نے ابتدائی بُزرگوں کی طرح کتب لکھ کر مسیحیت کی محافظت فرمائی۔ اِن بزرگوں میں سے پادری سی جی فانیڈر۔ پادری سلطان محمد پال۔ پادری گولڈسیک۔ اکبر مسیح۔ پادری ایم ڈی شفیع۔ مسٹر کے ایل ناصر۔ پادری اقبال نثار۔ پال ارنسٹ۔ عنایت اللہ مجاہد۔ ڈاکٹر کے ایل ناصر پروفیسر یوسُف جلیل فادر عمانوئیل عاصی۔ برکت اے خان۔ ڈاکٹر حشمت اللہ۔ پادری احمد مسیح اور پادری برکت اللہ کے نام قابل ذکر ہیں۔

مَیں نے بڑی کوشش کی ہے کہ کسی بُزرگ کا نام رہ نہ جائے مگر مَیں پھر بھی جانتا ہوں بہت سے نام مجھ سے رہ گئے ہیں جس کے لئے میں معذرت خواہاں ہوں اتنا بڑا مقالہ لکھنے کی وجہ صرف یہی ہے کہ مَیں آپ کو بتا سکوں کہ مسیحیت کوئی ایسا مذہب نہیں جسے انگریز ہندوستان لائے۔

بقول بشپ خورشید عالم مسیحیت کا پودا خون سے پیدا ہُوا ہے۔ اور خون ہی سے سینچا گیا ہے۔ مسیحیوں مَیں قربانی کی روح عام تھی اور ہر مصیبت کو وُہ خُداوند یسوع مسیح کے نام میں خندہ پیشانی سے قبول کرتے تھے اور جب ایذارسانیوں کی وجہ سے کثرت ہوئی تو جنوبی ہند کی کلیسا کے درخت کی فروعات تو کٹ کر گر گئیں لیکن زندہ پودا ہر صدی میں قائم رہنے والا درخت بن گیا۔ حوادث عالم سیلاب اور تعصب نے کئی بار اِس کی تار پود بھی اکھاڑ پھینکنے کی کوشش کی۔ لیکن خُدا کو یہ منظور نہ تھا۔

اِس پودے کو مُقدس توما نے مضبوط مٹی میں لگایا تھا۔ بُزرگ اپنے خون سے آبیاری کرتے رہے بے شک مختلف اوقات اور ادوار میں اِس کی ٹہنیاں اور پتے خُشک اور سبز ہوتے رہے۔ مگر اَب تناور درخت ہے جس پر ہوا کے پرندے بسیرا کرتے ہیں۔

CamScanner

275.4
MAS!
CHRISTIAN STUDY CENTER
No. 17072
RAWALPINDI

کتابیات

کتاب	مصنف
۱۔ ہماری داستان	فادر لارنس سلڈانہ
۲۔ مغلیہ سلطنت اور مسیحیت	آرچ ڈیکن برکت اللہ
۳۔ رسولوں کے نقش قدم پر	بشپ ولیم جی ینگ
۴۔ بنیادی پتھر	یوسف مسیح یادؔ
۵۔ یروشلم سے آغاز	پادری جان فاسٹر
۶۔ بشارت الہند و پاک	بشپ خورشید عالم
۷۔ تومار سولِ ہند	آرچ ڈیکن برکت اللہ
۸۔ دی فرسٹ ایڈوانس	پادری جان فاسٹر
۹۔ صلیب کے ہراول	آرچ ڈیکن برکت اللہ
۱۰۔ قرونِ وسطیٰ کی کلیسیائیں	آرچ ڈیکن برکت اللہ
۱۱۔ چرچ ہسٹری ان انڈیا	جوزف سی ہیرٹ
۱۲۔ ہسٹری آف تھامس کرسچن	فادر برنارڈ
۱۳۔ کرائسٹ ان انڈیا	بنیڈ گرفتھ
۱۴۔ کرسچنٹی ان انڈیا	سی ایچ پرمولی
۱۵۔ انڈین چرچز آف سینٹ تھامس	سی پی میتھیو
۱۶۔ اپاسلز ان انڈیا	سی ایچ پرمولی

یوسف مسیح یاد کی کتب

بنیادی پتھر:۔ یسوع المسیح کے شاگردوں اور رسولوں کی سوانح حیات رسولی بزرگوں کی سرگزشت، ابتدائی کلیسیا کے شب و روز کے تذکرے پر مشتمل اردو زبان میں اپنی نوعیت کی پہلی کتاب جو خوبصورت دیدہ زیب سرورق ملک کے نامور علماء کرام اور صحافیوں کے پیش لفظ اور دیباچوں کے ساتھ منظر عام پر آئی ہے۔

ہدیہ ۲۰ روپے

عظمتِ الکتاب:۔ اس کتاب میں یاد صاحب نے فنِ تحریر، مسئلہ تحریف، تاریخ، جغرافیہ، سائنس، یہودی علماء، معاشرہ، آبائے کلیسیا، محکمہ آثار قدیمہ کے انکشافات، مسلم علماء کرام کے خیالات اور قدیم و جدید مسیحی علماء کی تحریرات کی روشنی میں بائبل مقدس کو خدا کا لاتبدیل، لاریب اور غیر محرف کلام ثابت کیا ہے۔ خوبصورت ٹائیٹل، ملک کے نامور علماء کرام اور صحافیوں کے پیش لفظ اور دیباچوں کے ساتھ قارئین کی نذر کی گئی ہے۔

ہدیہ ۲۵ روپے

عظیم خواتین:۔ عہد جدید میں مندرج اور ابتدائی صدیوں میں شہید ہونیوالی خواتین کی حیات طیبہ پر مشتمل اردو زبان میں اپنی نوعیت کی پہلی کتاب جو تواریخ کلیسیا میں ایک بہت بڑا اضافہ ہے خوبصورت سرورق ارضِ مقدس کی تصاویر کیساتھ

ہدیہ ۳۵ روپے

افضل النساء:۔ اس میں مقدسہ مریم کی سوانح حیات کو ایک خوبصورت پیرایہ میں پیش کیا گیا۔ دیدہ زیب سرورق

قیمت ۳۰ روپے

ملنے کا پتہ:۔ ۱:۔ شاہد یوسف مکان نمبر ۸ مفتی کالونی نوتھیہ پشاور

۲:۔ منور یونس گل فارسٹ کالج کالونی پشاور

275.4
MASI